ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.9.No.1 2026

نظریۂ پاکستان بانیانِ پاکستان کی نظر میں: ایک تجزیاتی مطالعہ

PAKISTAN IDEOLOGY IN THE PERSPECTIVE OF THE FOUNDERS OF PAKISTAN: AN ANALYTICAL STUDY

Abdullah Qasim
Ph.D Scholar,Khwaja Fareed University of Engineering & Information Technology (KFUEIT)
Department of islamic Studies KFUEIT
hafizabdullahqasim313@gmail.com
Dr. Muhammad Shahid Habib
Assistant Professor,Khwaja Fareed University of Engineering & Information Technology (KFUEIT)
Islamic Studies Institute of Humanities and Arts
shahid.habib@kfueit.edu.pk

Abstract:
The Ideology of Pakistan is the result of centuries of struggle, intellectual development, and collective consciousness of the Muslims of the subcontinent. It was not merely a political demand; rather, it was an intellectual movement that united Muslims for their distinct identity, religious freedom, and cultural survival. As the end of British rule in the subcontinent approached, an important question arose: how would a region composed of different religions, cultures, and nations be organized after independence? In this context, Muslim leaders realized the need for a separate state, which later became clearly defined as the Ideology of Pakistan.The foundation of this ideology is based on the concept that Muslims and Hindus are two separate nations. Their religion, culture, history, language, and way of life are significantly different from each other. For this reason, Muslims desired a separate state where they could live according to their religious teachings and safeguard their political, social, and economic rights. This ideology brought Muslims together on a single platform and gave them a clear sense of purpose.The intellectual foundation of this ideology was laid by Allama Iqbal, while the practical struggle for its realization was led by Muhammad Ali Jinnah. Muhammad Ali Jinnah played the most prominent role in transforming the Ideology of Pakistan into reality. Along with them, there were many other notable personalities whose efforts significantly contributed to the foundation of Pakistan.

برصغیر کے مسلمانوں نے طویل جدوجہد کے بعد ایک آزاد اسلامی ریاست حاصل کی جسے آج پاکستان کہا جاتا ہے، اس جدوجہد کی فکری اور سیاسی بنیاد "نظریۂ پاکستان" اور "قراردادِ پاکستان" تھے، ان دونوں نے مسلمانوں کو ایک واضح مقصد، اتحاد اور علیحدہ شناخت فراہم کی۔ یہی وجہ ہے کہ قراردادِ پاکستان اور نظریۂ پاکستان تاریخِ پاکستان میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ نظریۂ پاکستان برصغیر کے مسلمانوں کی صدیوں پر محیط جدوجہد، فکری ارتقاء اور اجتماعی شعور کا نتیجہ ہے، یہ نظریہ محض ایک سیاسی مطالبہ نہیں تھا بلکہ ایک ایسی فکری تحریک تھی جس نے مسلمانوں کو اپنی الگ شناخت، مذہبی آزادی اور تہذیبی بقا کے لیے متحد کیا، جب برصغیر میں برطانوی راج کا خاتمہ قریب آیا تو یہ سوال شدت اختیار کر گیا کہ آزادی کے بعد مختلف مذاہب، ثقافتوں اور قومیتوں پر مشتمل یہ خطہ کس طرح منظم ہو گا، اس تناظر میں مسلمانوں کے رہنماؤں نے ایک الگ ریاست کے قیام کی ضرورت کو محسوس کیا، جسے بعد میں نظریۂ پاکستان کی شکل میں واضح کیا گیا۔

نظریۂ پاکستان کا مفہوم

نظریۂ پاکستان دراصل دو قومی نظریہ۔Two-Nation Theory پر مبنی ہے، اس نظریے کے مطابق ہندو اور مسلمان دو الگ قومیں ہیں، اگرچہ وہ ایک ہی سرزمین میں رہتے تھے، لیکن ان کے مذہب، ثقافت، زبان، رہن سہن، تاریخ اور تہذیب ایک دوسرے سے مختلف تھے۔ نظریۂ پاکستان کی بنیاد اس تصور پر قائم ہے کہ مسلمان اور ہندو دو الگ قومیں ہیں، جن کے مذہب، ثقافت، تاریخ، زبان اور طرزِ زندگی ایک دوسرے سے نمایاں طور پر مختلف ہیں، یہی وجہ تھی کہ مسلمان ایک ایسی ریاست چاہتے تھے جہاں وہ اپنی مذہبی تعلیمات کے مطابق زندگی گزار سکیں اور اپنے سیاسی، سماجی اور معاشی حقوق کا تحفظ کر سکیں، اسی لیے مسلمانوں کے لیے ایک الگ وطن کا قیام ضروری سمجھا گیا تاکہ وہ اسلامی اصولوں کے مطابق اپنی زندگی گزار سکیں۔ اس نظریے کی فکری بنیاد علامہ محمد اقبال نے پیش کی، اور اسی کی جدوجہد قائد اعظم محمد علی جناح نے کی، نظریۂ پاکستان کو عملی شکل دینے میں محمد علی جناح کا کردار سب سے نمایاں ہے، اسی طرح اور بھی نامور شخصیات ہیں جن کی جدوجہد پاکستان کی بنیاد میں موثر کردار رکھتی ہیں۔

نظریۂ پاکستان کی وجوہات

1. مذہبی اختلاف

اسلام اور ہندومت دو مختلف مذاہب ہیں اور ان میں مذہبی تفاوت ہے دونوں مختلف مذاہب رکھتے ہیں اور ان میں عبادات، عقائد جداگانہ ہیں مسلمانوں کی عبادات، عقائد اور سماجی اصول ہندوؤں سے مختلف تھے۔

2. ثقافتی فرق

ثقافتی اور رسوم میں بھی آپس میں تفاوت ہے مسلمانوں اور ہندوؤں کی زبان، لباس، تہوار اور رسم ورواج جداگانہ تھے۔

3. سیاسی تحفظ

مسلمانوں کو خدشہ تھا کہ انگریزوں کے جانے کے بعد ہندو اکثریت مسلمانوں کے حقوق کو دبادے گی اور ان کے ساتھ ناروا سلوک کرے گی اسی وجہ سے مسلمان ان کے ساتھ رہنے میں اپنے آپ کو غیر محفوظ تصور کرتے تھے۔

4. معاشی مسائل

مسلمان تعلیمی اور معاشی لحاظ سے نسبتاً کمزور تھے، اس کے مقابل میں بندو بنیئے کاروبار اور وائل کے لحاظ سے قوی تھے اس لیے انہیں اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے الگ ریاست کی ضرورت محسوس ہوئی۔

نظریۂ پاکستان کے اہم رہنما

1- محمد علی جناح

قائدِ اعظم نے مسلمانوں کی سیاسی قیادت کرتے ہوئے نظریۂ پاکستان کو عملی جدوجہد میں تبدیل کیا۔ قائد اعظم محمد علی جناح ایک مدبر سیاستدان اور عظیم رہنما تھے جنہوں نے مسلمانوں کی قیادت کرتے ہوئے انہیں ایک علیحدہ ریاست کے حصول کے لیے متحد کیا۔ انہوں نے دو قومی نظریے کو واضح انداز میں بیان کیا اور کہا کہ ہندو اور مسلمان نہ صرف مذہب بلکہ ہر پہلو سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں، اس لیے انہیں ایک ریاست میں اکٹھا رکھنا ممکن نہیں۔ قائد اعظم کی قیادت میں مسلم لیگ نے سیاسی جدوجہد کے ذریعے مسلمانوں کے مطالبات کو منوایا اور بالآخر 1947 میں پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔ قائد اعظم کے نزدیک پاکستان ایک ایسی ریاست ہونی چاہیے تھی جہاں قانون کی حکمرانی ہو، انصاف اور مساوات کو یقینی بنایا جائے اور ہر شہری کو مذہبی آزادی حاصل ہو۔[1]

اسی تسلسل میں Liaquat Ali Khan نے نظریۂ پاکستان کو عملی ریاستی ڈھانچے میں ڈھالنے کی کوشش کی، پاکستان کے پہلے وزیر اعظم کی حیثیت سے انہوں نے قراردادِ مقاصد پیش کی، جو پاکستان کے آئینی اور نظریاتی تشخص کی بنیاد بنی، اس قرارداد میں اس بات پر زور دیا گیا کہ حاکمیت اعلیٰ اللہ تعالیٰ کی ہے اور ریاست اپنے اختیارات عوام کے ذریعے استعمال کرے گی۔ لیاقت علی خان کا وژن ایک ایسی اسلامی فلاحی ریاست کا تھا جہاں انصاف، مساوات اور انسانی حقوق کا مکمل تحفظ کیا جائے۔

قراردادِ پاکستان

قرارداد پاکستان کا پس منظر

برصغیر کے مسلمان کانگریس کی ہندو پالیسیوں سے پریشان تھے۔ انہیں یقین ہو گیا تھا کہ متحدہ ہندوستان میں مسلمانوں کے حقوق محفوظ نہیں رہیں گے۔ اسی مقصد کے لیے All-India Muslim League نے مسلمانوں کی نمائندگی کی۔

23 مارچ 1940 کو لاہور میں مسلم لیگ کا تاریخی اجلاس منعقد ہوا جس میں ایک اہم قرارداد پیش کی گئی[2]

---

[1] ۔ آئین پاکستان 1956ء کے تاریخی ریکارڈ

[2] ۔ مطالعہ پاکستان جماعت دہم، پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور، ص/18

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.9.No.1 2026

قراردادِ پاکستان کی منظوری

Pakistan Resolution کو 23 مارچ 1940 کو لاہور کے منٹو پارک (موجودہ مینار پاکستان) میں منظور کیا گیا۔ یہ قرارداد A. K. Fazlul Huq نے پیش کی جبکہ مختلف مسلم رہنماؤں نے اس کی حمایت کی۔ قراردادِ پاکستان اور نظریۂ پاکستان دراصل قیام پاکستان کی بنیاد تھے۔ نظریۂ پاکستان نے مسلمانوں کو فکری اتحاد دیا جبکہ قراردادِ پاکستان نے انہیں سیاسی راستہ فراہم کیا۔ قائدِ اعظم، علامہ اقبال اور دیگر رہنماؤں کی قربانیوں کی بدولت مسلمان ایک آزاد وطن حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ آج بھی پاکستان کی ترقی اور استحکام کے لیے نظریۂ پاکستان کی اہمیت برقرار ہے

علامہ اقبال نہ صرف ایک عظیم شاعر تھے بلکہ ایک گہرے مفکر اور فلسفی بھی تھے۔ انہوں نے اسلام کو ایک مکمل ضابطۂ حیات کے طور پر پیش کیا اور اس بات پر زور دیا کہ مسلمان ایک الگ قوم ہیں جن کی اپنی شناخت ہے۔ 1930 کے خطبۂ الٰہ آباد میں انہوں نے شمال مغربی ہندوستان میں ایک خود مختار مسلم ریاست کا تصور پیش کیا۔ اقبال کے نزدیک یہ ریاست نہ صرف مسلمانوں کی سیاسی آزادی کا ذریعہ ہوگی بلکہ اسلامی اصولوں کے مطابق ایک مثالی معاشرے کے قیام کا بھی سبب بنے گی۔ ان کی شاعری اور فلسفے نے مسلمانوں میں خودی، خود اعتمادی اور آزادی کا جذبہ پیدا کیا۔

2۔ علامہ محمد اقبال

ہندوستان کی تاریخ میں ۱۹۳۰ء اس اعتبار سے بہت اہم ہے کہ اس سال مسلم انڈیا کا ایک سورج تو غروب ہو رہا تھا اور مغرب میں جا کر بیٹھ گیا تھا لیکن اسی سال مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر علامہ محمد اقبال کے نام سے ایک سورج طلوع ہوا۔ ان کا ۱۹۳۰ء کا خطبہ الہ آباد بہت اہم ہے۔ ایک تو یہ کہ انہوں نے اپنی شاعری کے ذریعے وطنیت کی جو نفی کی تھی اور مسلم قومیت کا جو اثبات کیا تھا اسے فلسفیانہ انداز میں عمرانیات (Socialogy) کے مسلمہ اصولوں کی روشنی میں جس انداز سے مدلل طور پر بیان کیا ہے اس اعتبار سے وہ ایک بہت قیمتی دستاویز ہے لیکن اس کے ساتھ ہی انہوں نے ایک تجویز پیش کی۔ یہ گویا ایک پیشین گوئی تھی کہ ہندوستان کے شمال مغرب میں ایک مسلمان ریاست قائم ہوگی

اقبال کے الفاظ تھے:

> "I would like to see the Punjab, the North-West Frontier Province. Sindh and Baluchistan amalgamated into a single state. Self-government within the British Empire or without the British Empire, the formation of a consolidated North West-Indian Muslim State appears to me to be the final destiny of the Muslims, at least of North-West India[3]"

میں پنجاب، سرحد سندھ اور بلوچستان کو متحد ہو کر ایک واحد ریاست کی شکل میں دیکھنا چاہتا ہوں، جس کی اپنی حکومت ہو خواہ سلطنت برطانیہ کے تحت یا اس سے الگ۔ اور مجھے نظر آ رہا ہے کہ یہ متحدہ شمال مغربی مسلم ریاست کم از کم شمال مغربی ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے تقدیر مبرم ہے۔

اس ضمن میں اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ علامہ اقبال نے تو ہندوستان کے اندر برطانیہ کی حکومت کے تحت ایک ریاست کی تجویز دی تھی، لیکن یہ بات غلط ہے۔ اصل میں نوٹ کیجیے کہ ۱۹۳۰ء تک تو اس کا کوئی امکان ہی نظر نہیں آتا تھا کہ انگریز ہندوستان چھوڑ کر چلا جائے گا، تو اُس وقت کے لیے ان کی تجویز یہ تھی کہ ہندوستان میں ایک صوبہ بنا دیا جائے جیسے آج کا پاکستان ہے یا کچھ عرصہ پہلے ون یونٹ کے طور پر مغربی پاکستان تھا، برٹش انڈیا میں بھی ون یونٹ کی حیثیت سے ایک سٹیٹ بن جائے تاکہ اس علاقے میں مسلمانوں کے اندر قومیت، کلچر اور زبانوں کے تھوڑے بہت فرق کے باوجود مل جل کر رہنے سے ایک قوم کا تصور باقاعدہ پیدا ہو جائے۔ اس لیے وہ کہتے ہیں:

I therefore demand the formation of a consolidated
Muslim State in the best interests of India and Islam

لہٰذا میں ہندوستان اور اسلام کے بہترین مفاد میں ایک الگ مسلم ریاست کے بنانے کا مطالبہ کرتا ہوں۔

اور اس ضمن میں وہ یہ بات کہتے ہیں کہ:

> "For Islam (it will be) an opportunity to rid itself of thestamp that Arabian Imperialism was forced to give it, to mobilize its laws, its education, its culture

[3] اسرار احمد، ڈاکٹر، علامہ اقبال، قائد اعظم اور نظریہ پاکستان

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

and to bring them into closer contact with its own original spirit and with the spirit of the modern times.[4]"

"اسلام کے لیے یہ ایک موقع ہو گا کہ عرب ملوکیت کے تحت اس پر جو پردے پڑ گئے تھے ان سے چھٹکارا حاصل کر سکے اور اپنے قوانین، تعلیمات اور ثقافت کو اپنی اصل روح کے ساتھ روح عصر سے ہم آہنگ کر سکتے۔"

یہ ہے وہ چیز جس نے تحریک مسلم لیگ کے اندر ایک مثبت جذبہ پیدا کیا۔ ورنہ ۱۹۰۶ء سے لے کر ۱۹۳۰ء تک تحریک مسلم لیگ صرف ایک منفی محرک پر چل رہی تھی اور وہ منفی محرک تھا ہندو کا خوف کہ ہندو ہمیں دبا لے گا وہ معاشی، تہذیبی، ثقافتی اور مذہبی ہر لحاظ سے ہمارا استحصال کرے گا۔ گاندھی کی تحریک کے ذریعے ہمیں راستہ دکھایا جا رہا ہے کہ ہندوستان چھوڑ کر بھاگ جاؤ۔ یہ سارا خوف کا عنصر تھا اور پیش نظر یہ تھا کہ ہمارے خدشات دور ہو جائیں اور ہمیں یقین دہانی ہو جائے کہ مسلمانوں کو دبایا نہیں جائے گا بلکہ مسلمانوں کے حالات بہتر ہو جائیں گے۔ دوسرے یہ کہ مسلم لیگ اُس وقت تک کوئی عوامی جماعت تھی ہی نہیں، بلکہ کچھ خواص (elite) درجے کے لوگوں مثلاً نوابوں اور نواب زادوں کی جماعت تھی۔ لیکن ۱۹۳۰ء کے خطبہ الہ آباد میں اقبال نے اس میں ایک انجکشن لگا کر مثبت جذبہ پیدا کیا اور اس نے ایک عوامی جماعت کی حیثیت اختیار کر لی۔ میں اس کے لیے مثال دیا کرتا ہوں کہ کوئی مریض بستر پر پڑا ہوا ہے اور اسے گلوکوز کی بوتل لگی ہوئی ہے اب اسے کوئی انجکشن لگانا ہے تو اس بوتل میں لگا دیتے ہیں تا کہ مریض کو مزید تکلیف نہ ہو۔ تو گویا مسلم لیگ کا جو نظام چل رہا تھا اقبال نے اس میں ایک انجکشن لگا دیا۔

لندن میں اقبال اور جناح کی نتیجہ خیز ملاقات

اس کے بعد یہی انجکشن علامہ اقبال نے لندن میں مسٹر محمد علی جناح کے ذہن و فکر میں لگایا، لندن میں تین گول میز کانفرنسیں ہوئی تھیں۔ محمد علی جناح پہلی اور دوسری کانفرنس میں تو شریک تھے لیکن تیسری کانفرنس جو ۱۹۳۲ء میں ہوئی اس میں شریک نہیں ہوئے اس لیے کہ وہ سیاست کو خیر باد کہ کر قانون کی پریکٹس کر رہے تھے۔ علامہ اقبال اس میں شریک ہوئے تو انہیں لندن میں محمد علی جناح سے ملاقاتیں کرنے اور گفتگوئیں کرنے کا موقع ملا، ان ملاقاتوں کے نتیجے میں علامہ اقبال نے محمد علی جناح کے ذہن و فکر کے اندر یہ انجکشن لگایا کہ آپ اسلام کے احیاء کی بات کریں' یہ چیز مسلمانوں کے جذبات کے اندر گرمی اور حرارت پیدا کرے گی۔ اس سے پھر محمد علی جناح کے مزاج میں ایک تبدیلی آئی اور ۱۹۳۴ء میں آپ ہندوستان واپس آ گئے اور انہیں مسلم لیگ کا تاحیات صدر بنا دیا گیا۔[5]

قائد اعظم کا علامہ اقبال کو خراج عقیدت

میرے اس تجزیے کی رو سے نظریۂ پاکستان اسلام اور خلافت راشدہ کے مفہوم میں احیائے اسلام اس کے خالق اقبال ہیں، اس میں کوئی شک نہیں۔ یہ بات قائد اعظم محمد علی جناح تک پہنچانے والے بھی اقبال ہی تھے۔ اس حقیقت کو بہت سے لوگ آسانی کے ساتھ تسلیم نہیں کریں گے لہذا میں چاہتا ہوں کہ خود قائد اعظم نے علامہ اقبال کے بارے میں جو کچھ کہا ہے اس کے دو اقتباس آپ کے سامنے رکھ دوں۔ ۲۱ اپریل ۱۹۳۸ء کو علامہ اقبال کا انتقال ہوا۔ اُس وقت کلکتہ میں فلسطین کے مسئلے پر غور کرنے کے لیے قائد اعظم کی صدارت میں ایک بہت بڑا جلسہ ہو رہا تھا۔ اس جلسے کے بارے میں میں سٹار آف انڈیا کی ۲۲ اپریل ۱۹۳۸ء کی یہ خبر ملاحظہ کیجیے:

"A mammoth public meeting of the Muslims of Calcutta was held on the football ground on 21 April to consider the Palistine problem, but it was converted into a condolence meeting to mourn the death of Allama Iqbal. Mr. M.A.Jinnah presided.Mr. M.A. Jinnah said that the sorrowful news of the death of Dr. Sir Muhammad Iqbal had plunged the world of Islam in gloom and mourning. Sir Muhmmad Iqbal was undoubtedly one of the greatest poet, philosophers and seers of humanity of all times.[6]"

"مسئلہ فلسطین پر غور کرنے کے لیے ۲۱ اپریل کو کلکتہ کے مسلمانوں کا ایک عظیم الشان جلسہ فٹ بال گراؤنڈ میں منعقد ہوا لیکن یہ جلسہ علامہ اقبال کی وفات کے سوگ میں ایک تعزیتی جلسے میں تبدیل ہو گیا اس کی صدارت مسٹر محمد علی جناح نے کی۔ مسٹر محمد علی جناح نے فرمایا کہ ڈاکٹر سر محمد اقبال کی وفات کی افسوسناک خبر نے دنیائے اسلام کو گہرے رنج اور افسوس میں مبتلا کر دیا ہے۔ سر محمد اقبال بلاشبہ ایک عظیم شاعر، فلسفی اور ہمہ وقت صاحب بصیرت انسان تھے۔"

---

4 . Jinnah of Pakistan Chaudhry Mhammad Ali.Shani H.Panhwar 2019

5۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور، محمد اکرم چوہدری، اگست 2019، 13

6 ۔ اسرار احمد، ڈاکٹر، علامہ اقبال، قائد اعظم اور نظریہ پاکستان، ص 23

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

اصحاب بصیرت ان اصحاب کو کہا جاتا ہے جنہیں مستقبل کو دیکھنے کی صلاحیت حاصل ہوتی ہے جیسے اقبال نے کہا:

ع-"گاہ مری نگاہ تیز چیر گئی دل وجود اور

آب روان کبیر تیرے کنارے کوئی دیکھ رہا ہے کسی اور زمانے کے خواب

قائداعظم مزید فرماتے ہیں:

"He took a prominent part in the politics of the country and in the intellectual and cultural reconstruction of the Islamic world. His contribution to the literature and thought of the world will live for ever"

"انہوں نے ملکی سیاست میں نمایاں حصہ لیا اور دنیائے اسلام کی علمی و ثقافتی تجدید میں اہم کردار ادا کیا۔ دنیائے ادب میں ان کی تحریر و تقریر کا جو حصہ ہے وہ ہمیشہ زندہ رہے گا۔"

اب قائداعظم کا آخری جملہ ملاحظہ کیجیے جو انہوں نے اقبال کے بارے میں کہا:

"To me he was a personal friend, philosopher and guide and as such the main source of my inspiration and spiritual support."

"وہ میرے ذاتی دوست، فلسفی اور رہنما تھے، وہ میرے لیے تشویق فیضان اور روحانی قوت کا سب سے بڑا ذریعہ تھے۔"

اس کے بعد کوئی شک رہ جاتا ہے؟ اور یہ الفاظ کون کہہ رہا ہے؟ محمد علی جناح۔ وہ کوئی لفاظ قسم کے آدمی نہیں تھے کوئی شعلہ بیان خطیب نہیں تھے۔ وہ تو بہت بڑے وکیل اور ایک ایک لفظ کو تول تول کر بولنے والے انسان تھے۔

۱۹۴۰ء میں اقبال ڈے منایا گیا اور اس میں قائداعظم نے فرمایا:

If I live to see the ideal of a Muslim State being achieved in India, and I were then offered to make a choice between the works of Iqbal and the rulership of the Muslim Steate, I would prefer the former

اگر میں ہندوستان میں ایک مثالی اسلامی ریاست کے حصول تک زندہ رہا اور اُس وقت مجھے یہ اختیار دیا گیا کہ میں اقبال کے کلام اور اس مسلم ریاست کی حکمرانی میں سے ایک کا انتخاب کرلوں تو میں اقبال کے کلام کو ترجیح دوں گا۔

Continuing. Mr. Jinnah said that in April 1936, he thought of transforming the Muslim League, which was then only an academical institution, into a parliament of life, he continued, Iqbal stood like a rock by him. Iqbal. Mr. Jinnah said, was not only a great poet who had a the Muslims of India. From that time to the end of his permanent place in the history of the world's best literature, he was a dynamic personality who, during his lifetime, made the greatest contribution towards rousing and developing of Muslim national consciousness.[7]

"اسی تسلسل میں مسٹر جناح نے فرمایا کہ اپریل ۱۹۳۶ء میں انہوں نے مسلم لیگ کو جو اُس وقت صرف ایک اصولی ادارہ تھا ہندوستان کے مسلمانوں کی پارلیمنٹ میں تبدیل کرنے کے متعلق سوچا۔ اُس وقت سے زندگی کے آخری دن تک اقبال ان کے ساتھ چٹان کی طرح کھڑے رہے۔ مسٹر جناح نے فرمایاسہ اقبال صرف ایک عظیم شاعر ہی نہ تھے جو ادبی دنیا کی تاریخ میں ایک بہترین ادیب جانے جاتے بلکہ وہ ایک متحرک شخصیت تھے جنہوں نے اپنی زندگی میں مسلمانوں کے قومی شعور پیدا کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔"

---

[7] Khalid B.Syeed,Pakistan: The Formative .1857-1948 Oxford University Press,1968-

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

3۔ چوہدری رحمت علی

چوہدری رحمت علی نے بھی نظریۂ پاکستان کی ترویج میں اہم کردار ادا کیا، انہوں نے سب سے پہلے "پاکستان" کا نام تجویز کیا اور مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ وطن کا تصور پیش کیا۔ ان کی تحریروں اور خیالات نے نوجوانوں میں ایک نئی سوچ کو جنم دیا اور آزادی کی تحریک کو مزید تقویت دی۔ اگرچہ وہ عملی سیاست میں زیادہ فعال نہیں تھے، لیکن ان کا فکری کردار انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ [8]

چوہدری رحمت علی اور نظریۂ پاکستان

پاکستان کی سیاسی اور آئینی تاریخ کی ایک اہم شخصیت تھے۔ انہوں نے قیامِ پاکستان کے بعد ملک کی نظریاتی، آئینی اور انتظامی بنیادوں کو مضبوط بنانے میں نمایاں کردار ادا کیا وہ نہ صرف ایک قابل منتظم تھے بلکہ نظریۂ پاکستان کے عملی نفاذ کے بھی حامی تھے ان کی خدمات پاکستان کی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھی جاتی ہیں۔

4۔ سر سید احمد خان

برصغیر کے مسلمانوں کے اُن عظیم رہنماؤں میں شمار ہوتے ہیں جنھوں نے مسلمانوں کی سیاسی، تعلیمی اور سماجی بیداری میں بنیادی کردار ادا کیا۔ انہیں نظریۂ پاکستان کی فکری بنیاد رکھنے والوں میں بھی اہم مقام حاصل ہے۔

سر سید احمد خان کا تعارف

سر سید احمد خان 1817ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ 1857ء کی جنگِ آزادی کے بعد انہوں نے محسوس کیا کہ مسلمان تعلیمی، سیاسی اور معاشی طور پر بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔ اس صورتحال کو بدلنے کے لیے انہوں نے جدید تعلیم کے فروغ کی تحریک شروع کی جسے علی گڑھ تحریک کہا جاتا ہے۔ انہوں نے: مسلمانوں کو جدید سائنس اور انگریزی تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب دی، ہندو اور مسلمان قوموں کے جداگانہ تشخص پر زور دیا، مسلمانوں کے سیاسی حقوق کے تحفظ کی بات کی Aligarh Movement کی بنیاد رکھی۔

Muhammadan Anglo-Oriental College قائم کیا، جو بعد میں Aligarh Muslim University بنا۔

نظریۂ پاکستان سے تعلق

نظریۂ پاکستان کی بنیادی سوچ یہ تھی کہ برصغیر کے مسلمان ایک الگ قوم ہیں اور انہیں اپنے مذہب، ثقافت اور تہذیب کے مطابق آزاد زندگی گزارنے کے لیے الگ ریاست چاہیے۔

سر سید احمد خان نے سب سے پہلے واضح طور پر یہ نظریہ پیش کیا کہ:

ہندو اور مسلمان دو الگ قومیں ہیں، یہی تصور بعد میں دو قومی نظریہ کہلایا، جو نظریۂ پاکستان کی بنیاد بنا۔

انہوں نے کہا تھا کہ:

ہندو اور مسلمان مذہب، ثقافت، تاریخ اور رسم و رواج کے لحاظ سے مختلف ہیں۔ دونوں قوموں کے مفادات ہر معاملے میں ایک جیسے نہیں ہو سکتے، مسلمانوں کو اپنی علیحدہ شناخت برقرار رکھنی چاہیے۔ [9]

سر سید کی خدمات کا اثر

سر سید احمد خان کی کوششوں کے نتیجے میں مسلمانوں میں تعلیمی شعور پیدا ہوا، ایک نئی مسلم قیادت سامنے آئی، مسلمانوں میں سیاسی اتحاد پیدا ہوا، بعد میں All-India Muslim League کے قیام اور تحریکِ پاکستان کے لیے فکری راستہ ہموار ہوا۔ اگرچہ سر سید احمد خان نے براہِ راست پاکستان کا مطالبہ نہیں کیا، لیکن ان کے افکار نے مسلم قومیت کے تصور کو مضبوط کیا، مسلمانوں کو علیحدہ سیاسی تشخص دیا، اور مستقبل میں پاکستان کے قیام کی فکری بنیاد تیار کی،

اسی وجہ سے انہیں نظریۂ پاکستان کا ابتدائی معمار بھی کہا جاتا ہے۔

---

[8] آئین پاکستان 1956ء کے تاریخی ریکارڈ۔

[9] عقیل جعفری، بی بی سی اردو، 113 گست 2021

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

نظریۂ پاکستان کے پس منظر میں مسلمانوں کی سماجی اور معاشی حالت بھی ایک اہم عنصر تھی۔ برصغیر میں مسلمان ایک عرصے تک حکمران رہے، مگر برطانوی دور میں وہ تعلیمی، معاشی اور سیاسی میدانوں میں پیچھے رہ گئے۔ اس صورتحال نے انہیں یہ احساس دلایا کہ اگر وہ ایک الگ ریاست حاصل نہ کر سکے تو ان کی شناخت اور حقوق مزید خطرے میں پڑ جائیں گے۔ اس لیے انہوں نے ایک ایسے نظام کی تلاش شروع کی جو انہیں ترقی اور استحکام فراہم کر سکے۔

نظریۂ پاکستان کے اہم نکات میں مذہبی آزادی، ثقافتی خودمختاری، سیاسی خود اختیاری اور معاشی انصاف شامل ہیں۔ یہ نظریہ اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ ہر فرد کو اپنے عقائد کے مطابق زندگی گزارنے کا حق حاصل ہوگا اور ریاست تمام شہریوں کے ساتھ بلاامتیاز سلوک کرے گی۔ یہی اصول پاکستان کے قیام کی بنیاد بنے اور آج بھی ملک کی ترقی کے لیے رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

6۔ لیاقت علی خان اور نظریۂ پاکستان

لیاقت علی خان برصغیر کے ان عظیم رہنماؤں میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے قیامِ پاکستان کی جدوجہد میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ وہ نہ صرف قائداعظم کے قریبی ساتھی تھے بلکہ نظریۂ پاکستان کو عملی شکل دینے میں بھی ان کی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں۔ قیامِ پاکستان کے بعد انہوں نے ایک ایسی ریاست کی بنیاد رکھنے کی کوشش کی جو اسلامی اصولوں، جمہوریت، عدل اور مساوات پر قائم ہو۔

لیاقت علی خان کی ابتدائی زندگی

لیاقت علی خان 1 اکتوبر 1895ء کو کرنال میں پیدا ہوئے، انہوں نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی اور بعد ازاں انگلینڈ کی آکسفورڈ یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم مکمل کرنے کے بعد وہ ہندوستان واپس آئے اور سیاست میں حصہ لیا۔ وہ ابتدا ہی سے مسلمانوں کے حقوق کے علمبردار تھے، ان کی سیاسی بصیرت، دیانت داری اور قائدانہ صلاحیتوں نے جلد ہی انہیں مسلم لیگ کی صفِ اول کی قیادت میں شامل کر دیا۔

تحریکِ پاکستان میں کردار

لیاقت علی خان نے تحریکِ پاکستان میں انتہائی اہم کردار ادا کیا۔ وہ قائداعظم کے قابلِ اعتماد ساتھی تھے اور مسلم لیگ کی تنظیم سازی میں ان کی خدمات نمایاں تھیں۔ انہوں نے مختلف صوبوں میں مسلم لیگ کو منظم کیا اور مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کیا۔ ان کی تقاریر مسلمانوں میں سیاسی شعور بیدار کرنے کا ذریعہ بنیں۔

قائداعظم کے دستِ راست

قائداعظم اکثر اہم سیاسی معاملات میں لیاقت علی خان سے مشورہ کرتے تھے یہی وجہ تھی کہ انہیں مسلم لیگ کا جنرل سیکریٹری مقرر کیا گیا انہوں نے تنظیمی امور کو مؤثر انداز میں چلایا اور تحریک کو کامیابی تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا۔

قیامِ پاکستان کے بعد خدمات

14 اگست 1947ء کو پاکستان معرضِ وجود میں آیا تو لیاقت علی خان ملک کے پہلے وزیر اعظم بنے، اس وقت پاکستان کو بے شمار مسائل کا سامنا تھا، جن میں مہاجرین کی آبادکاری، معاشی مشکلات، انتظامی ڈھانچے کی تشکیل اور دفاعی مسائل شامل تھے۔ 1949ء میں انہوں نے Objectives Resolution اسمبلی میں پیش کی۔ یہ قراردادِ پاکستان کے آئینی اور نظریاتی تشخص کی بنیاد سمجھی جاتی ہے۔ اس میں یہ واضح کیا گیا کہ:

حاکمیتِ اعلیٰ اللہ تعالیٰ کی ہے، پاکستان میں جمہوریت، آزادی، مساوات اور عدلِ اجتماعی اسلامی اصولوں کے مطابق قائم کیے جائیں گے، اقلیتوں کو مکمل مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔[10]

شہادت

16 اکتوبر 1951ء کو Assassination of Liaquat Ali Khan کے واقعے میں انہیں راولپنڈی کے کمپنی باغ میں شہید کر دیا گیا۔ ان کی شہادت پاکستان کے لیے ایک عظیم سانحہ تھی۔ بعد میں اسی باغ کا نام لیاقت باغ رکھ دیا گیا۔

لیاقت علی خان پاکستان کے معماروں میں نمایاں مقام رکھتے ہیں، انہوں نے قائداعظم کے شانہ بشانہ تحریکِ پاکستان کو کامیاب بنانے میں اہم کردار ادا کیا اور قیامِ پاکستان کے بعد ایک مستحکم اسلامی جمہوری ریاست کی بنیاد رکھنے کی کوشش کی۔ قراردادِ مقاصد ان کی سب سے بڑی نظریاتی خدمت سمجھی جاتی ہے، جس نے پاکستان کے آئینی ڈھانچے کو اسلامی اصولوں سے ہم آہنگ کیا۔

---

10 ۔ ڈاکٹر اسرار احمد، پاکستان کی اصل اساس اور استحکام پاکستان کی واحد بنیاد، ص/24

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.9.No.1 2026

نتائج

1. تحقیق سے یہ بات واضح ہوئی کہ نظریۂ پاکستان ایک خالص سیاسی نعرہ نہیں بلکہ ایک ہمہ گیر فکری، مذہبی اور تہذیبی تصور تھا جس کی بنیاد اسلامی اصولوں پر قائم تھی۔
2. بانیانِ پاکستان خصوصاً محمد علی جناح اور علامہ اقبال نے مسلمانوں کے جداگانہ قومی تشخص کو نظریۂ پاکستان کی اساس قرار دیا۔
3. تحقیق سے معلوم ہوا کہ دو قومی نظریہ برصغیر کے مسلمانوں کے مذہبی، ثقافتی اور سماجی اختلافات کے حقیقی شعور کی نمائندگی کرتا تھا۔
4. بانیانِ پاکستان کے نزدیک قیامِ پاکستان کا مقصد صرف ایک علیحدہ ریاست کا حصول نہیں تھا بلکہ ایسی اسلامی فلاحی ریاست کا قیام تھا جہاں عدل، مساوات اور اسلامی اقدار کو فروغ دیا جا سکے۔
5. مطالعے سے یہ نتیجہ اخذ ہوا کہ تحریکِ پاکستان کی کامیابی میں اسلامی فکر، ملی وحدت اور سیاسی بصیرت نے بنیادی کردار ادا کیا۔
6. تحقیق نے واضح کیا کہ نظریۂ پاکستان نے برصغیر کے مسلمانوں میں سیاسی بیداری اور قومی اتحاد پیدا کیا جس کے نتیجے میں ایک آزاد ریاست کا قیام ممکن ہوا۔
7. بانیانِ پاکستان کے خطابات اور بیانات سے یہ حقیقت سامنے آئی کہ پاکستان کو ایک جمہوری، آئینی اور اسلامی ریاست کے طور پر دیکھنا ان کے بنیادی مقاصد میں شامل تھا۔
8. نتائج سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نظریۂ پاکستان آج بھی قومی یکجہتی، نظریاتی استحکام اور اسلامی شناخت کے تحفظ کے لیے نہایت اہمیت رکھتا ہے۔
9. تحقیق کے مطابق نظریۂ پاکستان کی حقیقی روح کو سمجھنے کے لیے بانیانِ پاکستان کے افکار، تقاریر اور عملی جدوجہد کا مطالعہ ناگزیر ہے۔
10. اس مطالعے نے یہ ثابت کیا کہ پاکستان کی بقا، ترقی اور قومی استحکام نظریۂ پاکستان سے وابستگی اور اس کے عملی نفاذ سے مشروط ہے۔

سفارشات

1. نظریۂ پاکستان کو تعلیمی نصاب کا بنیادی حصہ بنایا جائے تاکہ نئی نسل بانیانِ پاکستان کے افکار اور قیامِ پاکستان کے حقیقی مقاصد سے آگاہ ہو سکے۔
2. محمد علی جناح، علامہ محمد اقبال اور دیگر بانیانِ پاکستان کے خطابات، تحریرات اور سیاسی افکار پر جامعات اور تحقیقی اداروں میں مزید علمی تحقیق کی حوصلہ افزائی کی جائے۔
3. ذرائع ابلاغ، تعلیمی اداروں اور سماجی پلیٹ فارمز کے ذریعے نظریۂ پاکستان کی درست تعبیر اور اس کی عصری اہمیت کو مؤثر انداز میں اجاگر کیا جائے۔
4. قومی سطح پر ایسے سیمینارز، کانفرنسز اور تربیتی پروگرامز منعقد کیے جائیں جن میں نوجوانوں کو نظریۂ پاکستان اور اسلامی تشخص کی اہمیت سے روشناس کرایا جائے۔
5. پاکستان کے سیاسی، سماجی اور آئینی نظام میں اسلامی اصولِ عدل، مساوات اور دیانت داری کو عملی طور پر نافذ کرنے کی کوشش کی جائے تاکہ بانیانِ پاکستان کے تصورات کی حقیقی تعبیر ممکن ہو سکے۔
6. تعلیمی و تحقیقی اداروں میں تحریکِ پاکستان اور دو قومی نظریے کے تاریخی پس منظر پر معیاری کتب اور تحقیقی مواد کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔
7. قومی یکجہتی، مذہبی رواداری اور بین الصوبائی ہم آہنگی کو فروغ دے کر نظریۂ پاکستان کی روح کو مضبوط بنایا جائے۔
8. حکومت اور ریاستی ادارے نوجوان نسل میں قومی شعور پیدا کرنے کے لیے بانیانِ پاکستان کے افکار پر مبنی مطالعاتی و تربیتی پروگرامز ترتیب دیں۔
9. نظریۂ پاکستان کے حوالے سے پائے جانے والے فکری ابہامات کو دور کرنے کے لیے مستند علمی و تحقیقی مکالمے کو فروغ دیا جائے۔
10. پاکستان کی نظریاتی و ثقافتی شناخت کے تحفظ کے لیے اسلامی اقدار، قومی زبان اور قومی تاریخ کے فروغ پر خصوصی توجہ دی جائے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.9.No.1 2026

خلاصہ

"نظریۂ پاکستان بانیانِ پاکستان کی نظر میں: ایک تجزیاتی مطالعہ" ایک ایسی تحقیقی کاوش ہے جس میں قیامِ پاکستان کے فکری، سیاسی اور مذہبی پس منظر کا جائزہ بانیانِ پاکستان کے افکار و نظریات کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔ اس مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ نظریۂ پاکستان محض ایک سیاسی تحریک نہیں تھا بلکہ برصغیر کے مسلمانوں کی مذہبی، تہذیبی اور قومی شناخت کے تحفظ کی ایک منظم جدوجہد تھی۔ علامہ محمد اقبال نے مسلمانوں کے جداگانہ تشخص اور اسلامی فکر کی بنیاد پر علیحدہ مملکت کا تصور پیش کیا، جبکہ محمد علی جناح نے اپنی سیاسی بصیرت اور قیادت کے ذریعے اس تصور کو عملی شکل دی۔ بانیانِ پاکستان کے نزدیک پاکستان کا قیام اسلامی اصولوں، جمہوری اقدار، سماجی انصاف اور قومی یکجہتی کے قیام کے لیے ضروری تھا۔ دو قومی نظریہ دراصل مسلمانوں کے اس شعور کا اظہار تھا کہ وہ ہندوؤں سے مذہب، ثقافت، تاریخ اور تہذیب کے اعتبار سے ایک الگ قوم ہیں۔ اسی نظریاتی بنیاد نے تحریکِ پاکستان کو قوت بخشی اور مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کیا۔ اس مطالعے میں یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ نظریۂ پاکستان آج بھی پاکستان کی نظریاتی بقا، قومی سلامتی اور فکری استحکام کے لیے بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ بانیانِ پاکستان کے افکار کو سمجھنا اور انہیں عملی زندگی میں نافذ کرنا پاکستان کے روشن مستقبل، قومی اتحاد اور اسلامی تشخص کے استحکام کے لیے ناگزیر ہے۔

مصادر و مراجع

1. جناح، محمد علی۔ قائداعظم محمد علی جناح کے خطبات و بیانات) *1947–1948*(۔ کراچی: حکومتِ پاکستان، 1989ء۔
2. اقبال، محمد۔ تشکیلِ جدید الٰہیاتِ اسلامیہ۔ لاہور: شیخ محمد اشرف، 1971ء۔
3. وحید الزمان۔ قائداعظم محمد علی جناح: حیات و خدمات۔ کراچی: آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، 1998ء۔
4. احمد، جمیل۔ خطبات و تحریراتِ قائداعظم۔ لاہور: شیخ محمد اشرف، 1960ء۔
5. سمتھ، ول فریڈ کینٹ ویل۔ جدید ہندوستان میں اسلام: ایک سماجی تجزیہ۔ لاہور: منیرو ا بک شاپ، 1943ء۔
6. پیرزادہ، شریف الدین۔ تحریکِ پاکستان کے بنیادی دستاویزات۔ کراچی: نیشنل پبلشنگ ہاؤس، 1970ء۔
7. ملک، حفیظ۔ اقبال: شاعرِ فلسفی پاکستان۔ نیویارک: کولمبیا یونیورسٹی پریس، 1971ء۔
8. لطیف، سید عبد اللطیف۔ قرآن کے بنیادی تصورات۔ لاہور: اسلامک بک سروس، 1981ء۔
9. رضوی، سید اطہر عباس۔ ہندوستان میں احیائی اسلامی تحریکیں۔ کراچی: آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، 1982ء۔
10. قریشی، اشتیاق حسین۔ تحریکِ پاکستان کی جدوجہد۔ کراچی: کراچی یونیورسٹی پریس، 1969ء۔
11. وولپرٹ، اسٹینلے۔ جناح آف پاکستان۔ نیویارک: آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، 1984ء۔
12. محمود، صفدر۔ پاکستان: سیاسی پس منظر اور ارتقاء۔ لاہور: جنگ پبلشرز، 1995ء۔